بے چاری

صائمہ اکرم

ہائے بے چاری!

صائمہ اکرم

''تمہاری نند بے چاری کا کچھ بنا......؟''
جیسے ہی یہ جملہ بندیا کی سماعتوں میں پہنچا، اس نے ہاتھ میں پکڑی جھاڑو، زمین پر پٹخی، تیوری چڑھا کر بھابی کی بہترین دوست شمیم آرا کو دیکھا جو اس وقت بلاشبہ روح افزا شربت کا تیسرا گلاس غٹا غٹ چڑھا رہی تھیں جبکہ جگ انہوں نے گود میں رکھا ہوا تھا۔
''آئے ہائے، اس بے چاری کی قسمت بھی بہت ہی ٹھنڈی ہے......'' زیبا بھابی نے اتنے گرم موسم میں بڑی سرد آہ بھری۔
''کیوں میری قسمت کون سا اللہ تعالیٰ نے کسی برف کے کارخانے میں بیٹھ کر لکھی ہے......'' یہ جملہ صرف وہ سوچ سکتی تھی کہنے کی صورت میں نقصِ امن کا اندیشہ تھا۔ اس نے غصے سے اپنی چپل اتار کر بھابی کے خرانٹ سے مرغے کو ماری جو بالکل کسی تھانے

دار کے اسٹائل میں اِدھر اُدھر گھوم رہا تھا۔ ککڑ نے بھی اس حملے پر احتجاجی چیخ ماری تو بھابی نے کھا جانے والی نظروں سے بندیا کو دیکھا۔

”بھابی یہ کیاری میں لگا آپ کا پودینہ کھا رہا تھا......“ اس نے دن دیہاڑے ککڑ پر جھوٹا الزام لگایا جو اپنی سرخ کلغی کو ہلاتے ہوئے اسے کینہ توز نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

”یار تمہارا مرغا تو بالکل سانڈ بنا پھر رہا ہے کون سا دیسی گھی کھلا رہی ہو اسے......؟“ ایسی گستاخی بھابی کی شمیم آرا ہی کرسکتی تھیں۔

”یہاں اس گھر میں دیسی گھی کے بس خواب ہی دیکھے جاسکتے ہیں۔ بناسپتی ہی مشکل سے ملتا ہے، تم کون سی دنیا کی باتیں کر رہی ہو۔“ بھابی کے سارے ہی دکھ ایک دم جاگ اٹھے تھے۔ اس کے بعد ان کو چپ کروانا انتہائی مشکل کام تھا۔

”تمہیں پتا تو ہے بندیا کے بھائی کا چائے کا چھوٹا سا کھوکا ہے، گرمیوں میں اس کی آمدن نہ ہونے کے برابر ہو جاتی ہے۔“

”ہاں تو سردیوں میں وہ کھوکا کون سا فائیو اسٹار ہوٹل کی طرح چلتا ہے......“ بندیا یہ جملہ بھی بس سوچ ہی سکتی تھی۔ اس نے بھابی کی اکلوتی دوست کے کھانے کے لیے پیاز کاٹنی شروع کردی تھی کیونکہ یہ تو طے تھا شمیم آرا دوپہر کا کھانا کھائے بغیر یہاں سے ٹلنے والی نہیں تھیں۔

”کیا پکانے لگی ہو......؟“ شمیم آرا کی رال ابھی سے ٹپکنے لگی۔

”جی مرغیوں کے پوٹے اور کلیجی......“ بندیا نے بیزاری سے انہیں اطلاع فراہم کی جسے سنتے ہی شمیم آرا کا منہ بن گیا۔

”شمیم، وہ جو تم پاپڑ کی فیکٹری میں کام کرنے والے لڑکے کا رشتہ بتا رہی تھیں۔ اس کا کیا بنا......؟“ بھابی نے لہسن چھیلتے ہوئے دلچسپی سے پوچھا۔

”دفع کرو ان منحوسوں کو، اس کم بخت کی چار تو خرانٹ قسم کی کنواری بہنیں ہیں۔ تمہاری نند...... بے چاری کا جینا حرام کردیں گی وہ......“ شمیم آرا نے اپنے دوپٹے سے پنکھا جھلتے ہوئے ناک چڑھا کر بتایا۔ جسے سنتے ہی زیبا بھابی تڑپ اٹھیں۔

”ارے نہیں، بندیا بے چاری کا کیا قصور ہے۔ ایک تو یتیم، مسکین بچی، اوپر سے منہ میں زبان تو نہ ہونے کے برابر، اتنی میری اس نے خدمت کی ہے۔ میں اس کا برا کیوں سوچوں۔“ بھابی کی خدا خوفی پر اسے کبھی شک نہیں ہوا تھا۔ دونوں کے تعلقات بلاشبہ بہت اچھے تھے۔ اس میں زیادہ ہاتھ بھابی کی اچھی طبیعت اور بندیا کے دوستانہ مزاج کا تھا۔ اس نے کبھی بھی بھابی کی کسی بات پر نہ کرنا تو سیکھا ہی نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی، وہ اسے اپنے چاروں بچوں کی طرح ہی سمجھتی تھیں۔

”ارے واہ زیبا، تیرے جیسی بھابی تو پوری دنیا میں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی......“ شمیم آرا نے کھلے دل سے سراہتے ہوئے ایک دفعہ پھر شربت گلاس میں ڈالا۔

”میرے جیسی کا تو پتا نہیں، بس مجھے تو اللہ کا خوف مار دیتا ہے۔ کسی کے ساتھ برا کر کے اپنی قبر ضرور کالی کرنی ہے۔“ انہوں نے اب ادرک کاٹنا شروع کردی تھی۔

”پھر بھی یہ خوف ہر کسی میں کہاں ہوتا ہے، لوگ تو خود خدا بنے پھرتے ہیں۔“ شمیم آرا اب نئے موضوع پر ایک لمبی تقریر کرنے کو تیار تھیں۔

بندیا نے جلدی، جلدی سالن پکنے کے لیے چولہے پر چڑھایا اور ساتھ ہی آٹا گوندھ لیا۔ اگلے ایک گھنٹے میں وہ کھانا پکا کر فارغ بھی ہو چکی تھی۔ بھابی اور ان کی سہیلی کے لیے کھانا ٹرے میں نکال کر رکھا تو اس کے چاروں بھتیجے اور بھتیجیاں اسکول سے شور مچاتے ہوئے گھر پہنچ گئے۔ ان چاروں کو کھانا کھلا

کر وہ آرام کرنے کے لیے جو لیٹی تو پھر شام چار بجے ہی آنکھ کھلی۔ باورچی خانے میں داخل ہوتے ہی اسے بھابی پر بے اختیار پیار آ گیا۔ دوپہر کے کھانے کے سب برتن دُھلے ہوئے ریک میں لگے ہوئے تھے۔ اس نے شام کی چائے کے لیے پانی چولہے پر رکھا تو پڑوس میں رہنے والی اس کی واحد سہیلی سونیا، اپنا لمبا سا پراندہ ہلاتی ہوئی آن پہنچی۔

☆☆☆

”دنیا میں مجھے ایک لفظ سے سخت نفرت ہے......“ سونیا کے ساتھ چائے کا کپ اٹھائے وہ چھت پر آ گئی، دونوں سہیلیاں اب آسمان پر اڑتی ہوئی رنگ برنگی پتنگوں کو دیکھ رہی تھیں۔

”مجھے معلوم ہے، وہ لفظ کون سا ہے......“ سونیا نے چھت کی چھوٹی سی منڈیر پر رکھے چائے کے کپ میں کیک رس بھگوتے ہوئے مزے سے کہا۔

”کون سا لفظ ہے وہ؟“ بندیا نے چڑ کر پوچھا۔

”یہ ہی ”بے چاری......“ سونیا کھلکھلا کر ہنسی۔

”قسم اللہ پاک کی دل کرتا ہے اردو کی لغت سے یہ لفظ ہی نکال دوں......“ بندیا نے برا سا منہ بنایا۔

”وہ کیوں......؟“ سونیا نے مزے سے اپنی بچپن کی سہیلی کا سرخ چہرہ دیکھا۔

”دیکھ ناں، جب میں پیدا ہوئی، اماں مر گئی، سارے محلے والوں نے کہنا شروع کردیا، تابندہ بے چاری کو ماں کی گود ہی نصیب نہ ہوئی......“ بندیا شروع ہو چکی تھی۔

”اچھا......پھر......؟“ سونیا نے دلچسپی سے پوچھا۔

”اس کے بعد آٹھ سال کی تھی کہ دادی فوت ہوگئی۔ سب کہنے لگے، ہائے بندیا بے چاری پھر تنہا ہوگئی......“ بندیا نے ناک چڑھا کر مزید بتایا۔

”ہاں یہ تو ہے......“ سونیا نے چائے کا کپ منہ سے لگایا۔

”اس کے بعد جب جوان ہوئی تو ابا چل بسے پھر تو ”بے چاری“ کا ٹھپا مجھ پر پکا ہی لگ گیا۔ زہر لگتا ہے یہ لفظ مجھے......“ بندیا کو آج نہ جانے کیوں بہت غصہ آ رہا تھا۔

”بھئی لوگوں کو کیا پتا، یہ لفظ تیرے دل پر کیسی چھریاں چلاتا ہے......“ سونیا ہنسی۔

”ہاں اب تو دل کرتا ہے جو بھی یہ لفظ میرے لیے منہ سے نکالے، اس کی گردن پر چھرا چلا دوں......“ بندیا کا غصہ عروج پر تھا۔

”اچھا چل، دفع کر اس قصے کو، یہ بتا، کل اپنے پرانے اسکول میں ”مینا بازار“ ہے، وہاں چلے گی......؟“ سونیا کو اچانک یاد آیا۔

”چلی تو جاؤں لیکن کل جمعہ ہے اور کپڑے دھونے کے لیے مشین بھی لگانی ہے......“ بندیا کو اپنی ذمے داریوں کی لسٹ اچھی طرح یاد تھی۔

”یار، کل شام کو آ کر لگا لینا، اب تیرے بغیر وہاں مجھے کیا خاک مزہ آئے گا......“ سونیا نے اپنی واحد دوست کا ہاتھ پکڑ کر بھرپور اصرار کیا تو بندیا بھی زیادہ دیر تک مزاحمت نہیں کرسکی۔ بھائی اور بھابی کا زیادہ مسئلہ نہیں تھا کیونکہ انہوں نے کبھی بندیا پر غیر ضروری پابندیاں نہیں لگائی تھیں، یہی وجہ تھی، جب اس نے صبح بھائی سے اجازت مانگی تو اجازت کے ساتھ ہی اسے پانچ سو کا نوٹ بھی مل گیا۔ وہ ایک دم خوش ہوگئی۔

”یہ لے، یہ جھمکے پہن لے، لڑکیوں والے تو تیرے کوئی شوق ہی نہیں......“ بھابی نے پرانے لوہے کے ٹرنک سے اپنے سنہری جھمکے بھی لا کر تھما دیے۔

”بھابی ایسے ہی ٹھیک ہے......“ اس نے سامنے لگے شیشے میں گلابی لان کے سوٹ میں دمکتا ہوا اپنا وجود دیکھا۔ دبلی پتلی تو وہ تھی ہی، رنگ بھی صاف اور نین نقش تیکھے تھے، جو بھی پہن لیتی اس پر اچھا لگتا۔

”اوں...... ہوں...... تھوڑا خیال رکھا کر اپنا، آج کل لوگ بس دکھاوے پر ہی مرتے ہیں۔ تھوڑی

انسانی کمالات

انسانی کمالات کیا ہیں اور وہ کس طرح حاصل ہوتے ہیں؟ ایک شخص ایک مرتبہ نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا...... اور اس نے چند اہم اور ضروری سوالات کیے۔ وہ سوال کرتا جاتا اور حضورِ اقدس ﷺ بحسن خوبی اسے جوابات سے مطمئن کرتے جاتے تھے۔ اس شخص نے آپ ﷺ سے دریافت کیا۔

☆ ''اے اللہ کے نبی ﷺ میری خواہش ہے کہ میں بڑا عالم بن جاؤں۔'' ✖ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ''تو اللہ سے ڈرتا رہ بس بڑا عالم بن جائے گا یعنی اللہ کا خوف اور اس کے احکام پر عمل...... علم و حکمت کے خزانے حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔'' ☆ ''میں چاہتا ہوں دولت مند بن جاؤں......؟'' ✖ ''آپؐ نے فرمایا تو قناعت اختیار کر مالدار ہو جائے گا۔'' ☆ سائل نے کہا۔ ''میری خواہش ہے کہ سب سے بہتر شخص بن جاؤں؟'' ✖ آپؐ نے فرمایا۔ ''سب سے بہتر شخص وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے۔'' ☆ سائل نے کہا۔ ''میں سب سے عادل شخص بننا چاہتا ہوں؟'' ✖ آپؐ نے فرمایا۔ ''اگر تو سب کے لیے وہی پسند کرے جو تو اپنے لیے پسند کرتا ہے تو سب سے زیادہ منصف اور عادل شخص بن جائے گا۔'' ☆ سائل نے پوچھا۔ ''میں اللہ کے دربار میں مقرب بننا چاہتا ہوں؟'' ✖ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ''ذکرِ الٰہی میں مصروف رہ، تیری خواہش پوری ہو جائے گی۔ ☆ ''میں اللہ کے دربار میں محسنوں اور نیکوکاروں میں اپنا نام درج کرانا چاہتا ہوں؟'' ✖ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ''اللہ کی عبادت اس طرح کر، گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر یہ خیال رکھ کہ وہ تو تجھے دیکھ ہی رہا ہے۔'' ☆ ''میں چاہتا ہوں کہ میرا ایمان مکمل ہو جائے۔'' ✖ آپؐ نے فرمایا۔ ''اپنے اخلاق درست کر لے، تیرا ایمان مکمل ہو جائے گا۔'' ☆ ''میں اطاعت گزاروں میں سے بننا چاہتا ہوں؟'' ✖ آپؐ نے فرمایا۔ ''اپنے فرائض ادا کرتا رہ، تیرا شمار مطیع افراد میں ہوگا۔'' ☆ ''میں اللہ کے سامنے اس حال میں حاضر ہونا چاہتا ہوں کہ تمام گناہوں سے پاک ہوں۔'' ✖ آپؐ نے فرمایا۔ ''تو غسلِ واجب فوری ادا کیا کر...... اس کی برکت سے روزِ جزا گناہوں سے پاک اٹھے گا۔'' ☆ میری خواہش ہے کہ میں حشر میں نور کے ساتھ اٹھایا جاؤں؟'' ✖ آپؐ نے فرمایا ''کسی پر ظلم نہ کر، قیامت کے دن نور کے ساتھ اٹھے گا۔'' ☆ ''میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم کرے؟'' ✖ آپؐ نے فرمایا۔ ''تو اپنی جان اور خلقِ خدا پر رحم کر، اللہ تجھ پر رحم کرے گا۔'' ☆ ''میں چاہتا ہوں کہ میرے گناہ کم ہوں؟'' ✖ آپؐ نے فرمایا۔ ''تو کثرت سے استغفار پڑھ لیا کر، تیرے گناہ کم ہو جائیں گے۔'' ☆ اس نے کہا ''میں بزرگ بننا چاہتا ہوں؟'' ✖ آپؐ نے فرمایا۔ ''مصیبت میں اللہ کی شکایت بندوں سے نہ کیا کر، بزرگ ہو جائے گا۔'' ☆ ''میں چاہتا ہوں کہ میرے رزق میں وسعت ہو؟'' ✖ آپؐ نے فرمایا۔ ''تو ہمیشہ باوضو رہا کر، تیرے رزق میں برکت ہوگی'' ☆ ''میں چاہتا ہوں اللہ اور اس کے رسولؐ کا دوست بن جاؤں۔'' ✖ آپؐ نے فرمایا۔ ''جو چیزیں اللہ اور اس کے رسولؐ کو پسند ہیں ان کو پسند کر اور جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو نفرت ہے ان سے نفرت کر۔'' ☆ ''کون سی نیکی اللہ کے نزدیک افضل ہے؟'' ✖ آپؐ نے فرمایا۔ ''مصیبتوں پر صبر اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر خوشی کا اظہار۔'' ☆ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی برائی کیا ہے؟'' ✖ آپؐ نے فرمایا۔ ''بدترین اخلاق، بخل اور کنجوسی۔'' ☆ سائل نے پوچھا۔ ''کون سا عمل اللہ کے غضب کو روکتا ہے؟'' ✖ آپؐ نے فرمایا۔ ''پوشیدہ طور پر صدقہ دینا اور قرابت داروں کا حق ادا کرنا اور ان سے حسنِ سلوک اور احسان سے پیش آنا۔'' ☆ ''جہنم کی آگ کو کون سی چیز بجھائے گی؟'' ✖ آپؐ نے فرمایا۔ ''نماز اور روزہ صرف خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نہ کہ ریاکاری کی عبادت......''

نتیجہ: آئیں ہم سب اپنا اپنا محاسبہ کریں کہ ان میں سے کون سی باتوں پر ہم عمل پیرا ہیں۔

مرسلہ: بختاور بلوچ، لوہی، بلوچستان

سی لپ اسٹک بھی لگا لے، چہرے پر رونق آ جائے گی۔'' بھابی نے ایک پرانی سے گلابی لپ اسٹک لا کر اس کے ہاتھ میں تھمائی۔

''آپ کو پتا تو ہے، مجھے ان چیزوں کا کہاں شوق ہے......'' اس نے سادہ سے لہجے میں کہا تو بھابی مسکرا دیں۔

''ہاں، ہاں پتا ہے تیرے اندر بڈھی روح گھسی ہوئی ہے، تجھ سے زیادہ تو تیری دس گیارہ سال کی بھتیجیاں چہرے پر لیپا پوتی کیے رکھتی ہیں۔'' بھابی کی ناگواری میں بھی ہلکا سا پیار چھپا ہوا تھا۔ بندیا مسکرا کر لپ اسٹک لگانے لگی۔

''ہائے اللہ، تو ابھی تک تیار نہیں ہوئی، میں نے کہا بھی تھا نو بجے نکلنا ہے۔'' سونیا اورنج کلر کے شیفون کے سوٹ میں گولا گنڈا بنی، اونچی ہیل میں ڈولتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

''دھیان سے، کہیں گر کر کوئی گوڈا گٹا نہ تڑوا لینا......'' بندیا نے اسے چھیڑا تو وہ اچھا خاصا برا منا گئی۔

''ظاہر ہے تمہارے گھر کے اونچے نیچے فرش پر بندہ گرے گا نہیں تو اور کیا کرے گا۔ کم از کم کالا فرش ہی ڈلوا لو......'' سونیا صحن میں لگے شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر بولی، وہ اب گھوم گھوم کر خود کو ہر زاویے سے دیکھ رہی تھی۔

''جب میرا بھائی بھی تیرے بھائی فراز کی طرح دبئی چلا جائے گا تو ہم بھی کالے فرش کی جگہ ٹائلیں لگوا لیں گے......'' بندیا نے دوپٹا اچھی طرح سے لیتے ہوئے اسے چھیڑا۔

''اچھا، اچھا، زیادہ باتیں نہ کر...... پہلے ہی اتنی دیر ہو گئی ہے۔'' سونیا نے اپنے چمکیلے سیاہ پرس سے سیل فون نکال کر افراتفری میں وقت دیکھا تو بوکھلا سی گئی۔ دونوں سہیلیاں عجلت بھرے انداز سے ایک دوسرے کے پیچھے دروازے سے نکل ہی رہی تھیں کہ سامنے آنے والی دو خواتین سے ٹکرا گئیں۔

''یہ زیبا کا گھر ہے ناں......؟'' گہرے رنگ کے برقع میں ملبوس ایک موٹی سی عورت نے بندیا کو دلچسپی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جی...... جی یہ انہی کا گھر ہے......'' بندیا نے نرمی سے جواب دے کر انہیں اندر آنے کا راستہ دیا۔

''تم اس کی نند ہو ناں......؟'' اس عورت نے تجسس بھرے انداز سے پوچھا تو بندیا نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے سونیا کو دیکھا، جو اس وقت مہمانوں کی اچانک آمد کی وجہ سے خاصی کوفت کا شکار لگ رہی تھی۔ اس وقت بھی وہ بے چینی سے گھڑی بار بار وقت دیکھ رہی تھی۔

''آپ لوگ اندر چلی جائیں۔ بھابی سامنے برآمدے میں کپڑے استری کر رہی ہیں۔'' بندیا نے دروازے سے نکلتے ہوئے انہیں اطلاع دی تو دونوں خواتین نے ایک دفعہ پھر مسکرا کر غور سے بندیا کو دیکھا اور ایک دوسرے کو بڑا معنی خیز سا اشارہ کیا۔

''یہ کیسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تمہیں دیکھ رہی تھیں......'' سونیا نے باہر گلی میں آتے ہی ناگواری سے کہا۔

''اب میں کسی کے دیکھنے پر پابندی تو نہیں لگا سکتی ناں......'' بندیا نے مسکرا کر جواب دیا تو وہ تجسس بھرے انداز میں پوچھنے لگی۔

''ویسے یہ تھیں کون......؟''

''اللہ جانے، بھابی کی ملنے والی ہوں گی، تمہیں پتا تو ہے ان کا حلقۂ احباب کتنا وسیع ہے......''

''لیکن پہلے تو کبھی نہیں دیکھا......'' سونیا کی تسلی ہی نہیں ہو پا رہی تھی۔

''چلو اب تو دیکھ لیا ناں......'' بندیا نے ہنستے ہوئے رکشا روکا تو دونوں سہیلیاں اس پر سوار ہو گئیں۔ مینا بازار میں وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا، جب وہ دونوں واپس آئیں تو دوپہر کے دو بج رہے تھے، سامنے زیبا بھابی اور جلیل بھائی بیٹھے دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے۔ کچھ ہی فاصلے پر رشتہ کروانے

والی خالہ اکبری بیٹھی تھیں۔

''لو بھئی زیبا، تمہاری نند بے چاری کی بھی سن ہی گئی......'' اپنی طرف سے خالہ اکبری نے مرغی کی ٹانگ جھنجوڑتے ہوئے بڑا خوشگوار جملہ کہا تھا لیکن لفظ ''بے چاری'' سنتے ہی بندیا کا دل چاہا کہ وہ خالہ کی گردن ہی مروڑ دے۔

''ارے خالہ، میری بہن کیوں بے چاری ہونے لگی، اللہ اس کی قسمت اچھی کرے......'' جلیل بھائی کے منہ سے نکلنے والے اس جملے نے بندیا کے جلتے دل پر ٹھنڈے پانی کی پھوار ڈالی تھی۔ وہ خالہ کو سلام کرکے بھابی کے پاس ہی چارپائی پر ٹک گئی تھی۔

''ماشاء اللہ، ساجد کی جامع کلاتھ میں اپنی اتنی بڑی کپڑے کی دکان ہے، ماں باپ سر پر نہیں، بہنیں بیاہی گئیں۔ اللہ اللہ تے خیر صلا، سمجھو اپنی بندیا کی تو قسمت جاگ اٹھی۔'' خالہ اکبری، بندیا کو دیکھتے ہی ایک دفعہ پھر شروع ہو گئیں۔

''اور تو اور دو بڑے بھائی اور وہ پہلے سے علیحدہ، لڑکے کا اپنا گھر، کاروبار...... اور کیا چاہیے ہوتا ہے کسی لڑکی کو......؟'' خالہ اکبری نے کھانا کھا کر بڑے اطمینان سے اپنی چادر سے ہاتھ پونچھے۔

''جا بیٹا، بھاگ کر ایک دودھ پتی کا کپ بنا لا میرے لیے، کھانا کھا کر چائے نہ پیوں تو دل کچا، کچا رہتا ہے۔'' خالہ اکبری کی فرمائش پر بندیا کو.... بادلِ ناخواستہ اٹھنا پڑا، ورنہ دل تو یہی چاہ رہا تھا کہ رشتے کی ساری تفصیل سن کر ہی اٹھے۔ اس محلے میں اس کی ہم عمر ساری لڑکیوں کی شادیاں اور منگنیاں ہو چکی تھیں اور جب سے سونیا کی بات بھی اپنی خالہ کے ہاں پکی ہو گئی تھی، بندیا کے دل میں یہ خواہش زور پکڑنے لگی تھی کہ اس کا بھی کوئی اپنا گھر ہو۔ وہ بھی اپنے منگیتر کی باتیں سہیلیوں کو بتائے۔

''بہت اچھا رشتہ لائی تھیں آج خالہ......'' رات کو بھابی اس کے پاس ہی باورچی خانے کے فرش پر آ کر بیٹھ گئیں اور سبزی کاٹنے لگیں۔

''لڑکے کی بہنوں کو تم بہت پسند آئی ہو، وہ تو ہتھیلی پر سرسوں جمانا چاہتی ہیں......'' بھابی خاصی خوش دکھائی دے رہی تھیں اس لیے اس کے سوال جواب کے بغیر ہی شروع ہو گئیں۔

''مجھے تو خود یہ رشتہ بہت دل کو لگا ہے، اچھا ہے ٹائم سے اپنے گھر کی ہو جاؤ گی تو پھر میں تمہاری بھتیجیوں کے لیے جہیز اکٹھا کرنا شروع کروں گی۔ روز بروز قد نکالتی جا رہی ہیں۔'' بھابی اب باریک باریک دھنیا کتر رہی تھیں۔

''لڑکا کتنا پڑھا ہوا ہے بھابی......؟'' بندیا نے دیگچی میں چمچ چلاتے ہوئے کچھ جھجک کر پوچھا۔

''ماشاء اللہ پوری بارہ جماعتیں پاس ہے۔ ویسے بھی لڑکوں کی تعلیم نہیں ان کی کمائی دیکھی جاتی ہے۔ اس کی تو اپنی ذاتی دکان ہے۔'' بھابی کے جواب سے بندیا کافی حد تک مطمئن ہو گئی تھی۔ وہ خود بھی میٹرک پاس تھی اور اس کی خواہش تھی اس کا منگیتر کم از کم میٹرک پاس تو ضرور ہو، کہیں سونیا کے منگیتر کی طرح آٹھ جماعتیں پڑھ کر کسی اور کی دکان پر کام کرنے والا ورکر نہ ہو۔ اس کی یہ خواہش تو کم از کم پوری ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔

اگلے دن بھائی اور بھابی دونوں لڑکے کے گھر سے آئے تو ان کے چہرے خاصے پُرجوش تھے۔ خاص طور پر بھائی کے چہرے پر اطمینان ٹھاٹیں مارتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ بندیا بہانے بہانے سے ان کے اردگرد گھوم رہی تھی تاکہ تازہ ترین رپورٹ حاصل کر سکے لیکن ان دونوں نے بھی لگتا تھا آج اس موضوع پر بات نہ کرنے کی قسم کھا رکھی تھی، شام کو بندیا کے صبر کی انتہا ہو گئی تو اس نے خود ہی ڈھیٹ بن کر پوچھ لیا۔ ''بھابی، کیسا لگا آپ کو یہ رشتہ......؟''

''ہائے ہائے بندیا، میں تجھے تو بتانا ہی بھول گئی۔'' بھابی نے ماتھے پر ہاتھ مار کر خود کو کوسا۔ ''کتنی

ہلکو ہو گئی ہوں میں، بس سوچوں میں گم تیری شادی کا حساب کتاب لگانے میں مگن تھی۔'' بھابی کی غیر ضروری تفصیل اسے ناگوار تو گزر رہی تھی لیکن اسے سنے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔

''مت پوچھ......'' بھابی نے اپنے تکیہ کلام سے بات کا آغاز کیا۔ ''مت پوچھ لڑکے کا گھر کتنا اچھا تھا، پورے پانچ مرلے کا ڈبل اسٹوری اپنا گھر، صحن میں سفید اور کالے خانوں والی چپس اور کمرے سامان سے بھرے ہوئے......'' بھابی کی یہ تفصیل اب اسے اچھی لگ رہی تھی۔

''لڑکا، ماشاء اللہ اونچا، لمبا، جوان، جامع کلاتھ میں اپنی دکان، یوں سمجھ تیری تو لاٹری نکل آئی۔'' بھابی کی بات پر بندیا کے چہرے پر اتنی چمک پھیلی کہ بھابی خود بات بھول کر اس کا چہرہ دیکھنے لگیں۔

''اے بندو، آج کل منہ پر کیا لگا رہی ہے......؟''... بھابی کو جب بھی اس پر پیار آتا تو اسے بندیا کی جگہ ''بندو'' کے نام سے پکارنے لگتیں۔

''کچھ بھی نہیں بھابی......'' وہ ایک دم ہی گھبرا گئی، حالانکہ آج کل وہ غسل خانے میں تھوڑی سی ملائی کسی برتن میں ڈال کر لے جاتی اور اس میں تھوڑی سی ہلدی اور چند لیموں کے قطرے ڈال کر خوب چوری چوری چہرے کا مساج کرتی۔

''اچھا تیرا چہرہ تو سفید بلب کی طرح لائٹیں مار رہا ہے، ایویں تو نہیں ساجد کی بہنیں تجھ پر فدا ہو گئیں، اس دن تو لگ بھی تو اتنی پیاری رہی تھی۔'' بھابی کے لہجے میں چھپا پیار اس کے لیے نیا نہیں تھا۔ اس لیے اس نے صرف سر جھکانے پر ہی اکتفا کیا۔

اُسی شام وہ سونیا کو یہ خبر سنانے اس کے گھر پہنچ گئی۔

''میسنی، گھنی، مجھے اب بتا رہی ہے......'' سونیا نے اپنا بھاری بھر کم ہاتھ اس کے کندھے پر مار کر مصنوعی ناراضی کا اظہار کیا۔

''جب بات پکی ہوتی، تو تب ہی بتانا تھا، کیا پہلے سے اعلان شروع کر دیتی......'' بندیا نے اپنا کندھا سہلاتے ہوئے منہ بنا کر جواب دیا۔

''اچھا، چل دفع کر، دیکھ ہر چھ ماہ بعد ایک اچھا سا جوڑا اپنے میاں کی دکان سے لے کر میرے گھر پہنچ جایا کرنا، اب کپڑے کی دکان کا ہمیں بھی تو کوئی فائدہ ہو۔'' سونیا کا فرمائشی پروگرام شروع ہو چکا تھا لیکن اس کی یہ شرارتیں اب بندیا کو بری نہیں لگ رہی تھیں۔ اگلے ہی دن اس کی سسرال والے شادی کی تاریخ لینے پہنچ گئے، جو ایک مہینے بعد کی رکھی گئی تھی۔ بندیا کے جہیز کی ساری چیزیں تیار تھیں، فرنیچر لینے

دعا کرنے کی فضیلت

خدا سے دعا کرتے رہنا بھی عبادت ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا۔ ''تم یہ نہ کہو کہ میں خدا سے دعا نہیں کرتا کیونکہ جو کچھ میری قسمت میں ہے وہ تو بہرصورت مجھے مل کر رہے گا۔ خدا سے دعا اور سوال کرتے رہنا ایک اچھا عمل ہے۔ یقیناً اللہ دعا کے بعد بخشش کرتا ہے۔ دعا کرنے سے ایمان و یقین میں پختگی آتی ہے اگر اللہ تمہاری کسی دعا کو فوراً قبول نہیں کرتا تو اس سے آزردہٴ خاطر نہ ہو۔ تیری دعائیں اور سوال تیرے لیے دنیا و آخرت میں کام آئیں گے۔ حدیثِ نبویؐ ہے کہ مومن کے اپنے نامۂ اعمال میں قیامت کے دن بعض ایسی نیکیاں بھی نظر آئیں گی جو اس نے کی ہی نہ ہوں گی۔ یہ نیکیاں اصل میں وہی دعائیں اور سوالات ہوں گے۔ یہ اللہ کی طرف سے ہوں گی کیونکہ اللہ سوال کرنے والے کو یاد رکھتا ہے اور حق دار کو اس کا حق ضرور دیتا ہے۔''

مرسلہ: نفیسہ آرا، یو اے ای

سے ساجد نے صاف انکار کر دیا تھا۔

”ارے قسمت ہو تو بندیا جیسی......“ پڑوسن خالہ نے اس کی مہندی والے دن رشک بھرے انداز میں سب کو سنایا۔

”بے چاری نے دکھ بھی تو اتنے سہے ہیں، ماں باپ، سر پر نہیں، ایک ہی بھائی، ساری زندگی اس بے چاری نے بھاوج کی خدمت کی۔“ دوسری پڑوسن کے منہ سے اپنے لیے بے چاری کا لفظ بندیا کے دل پر کسی تازیانے کی طرح لگا تھا۔

”چل، اللہ نے اس بے چاری کی بھی سن لی......“ خالہ اکبری نے پان پر چونا لگاتے ہوئے اپنے دانتوں کی نمائش کی۔

”بس خالہ، اب میری شمع کے لیے بھی ایسا ہی رشتہ ڈھونڈ دے......“ سامنے والی پڑوسن نے اکبری خالہ کے گھٹنے پکڑ کر فوراً ہی منت کی تو خالہ کی گردن فخر کے احساس سے تن گئی۔

”خالہ تو ایسے مغرور ہو رہی ہے جیسے ساجد اس کی فخریہ پیشکش ہو......“ سونیا نے اپنی دوست کے ہاتھوں پر مہندی کے نقش و نگار بناتے ہوئے شرارت سے کہا تو بندیا کے لیے اپنی ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا۔

شادی والے دن بندیا پر روپ بھی خوب آیا تھا۔ میرون رنگ کے لہنگے میں وہ خوب دمک رہی تھی، اتنے میں برات کے آنے کا شور برپا ہو گیا۔ سب عورتوں نے باہر کی طرف دوڑ لگائی تو بندیا پلنگ کے ساتھ ٹیک لگا کر اطمینان سے بیٹھ گئی۔ دولھا سبھی کو بہت پسند آیا تھا، نکاح اور کھانے کے بعد چار بجے کے قریب تابندہ عرف بندیا رخصت ہو کر اپنے گھر سسرال آ گئی تھی۔ اس کا حجلۂ عروسی بڑے خوب صورت طریقے سے سجایا گیا تھا۔

اپنے بیڈ پر بیٹھی ٹیک لگائے وہ سسرالی خواتین کے نرغے میں تھی۔ اڑوس پڑوس کی خواتین اسے دیکھنے کو اُمڈی پڑی تھیں۔ بندیا کو سانس لینی محال لگ رہی تھی، حالانکہ موسم خوشگوار تھا لیکن عورتوں کے ہجوم کی وجہ سے کمرے میں حبس کا احساس پیدا ہو گیا تھا۔

”چلو، ساجد بے چارے کا بھی گھر بس گیا......“ ایک بزرگ خاتون نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا لیکن تابندہ کے دل میں لفظ ”بے چارہ“ کسی تیر کی طرح لگا لیکن یہ بولنے کا موقع نہیں تھا، اس لیے زبان دانتوں تلے دبا کر رہ گئی۔

”اور کیا، پیدا ہوا تو ماں مر گئی، بڑی بہنوں نے پالا پوسا، بے چارے نے ماں کا پیار بھی نہ دیکھا......“ ایک اور عورت نے بلند آواز میں تبصرہ کیا۔

”لیکن ساجد نے تو بہت چھوٹی عمر میں ذمے داریاں سنبھال لی تھیں خالہ، بہت محنتی ہے اپنا ساجد......“ ایک اور رشتے دار خاتون کی آواز بندیا کے کانوں سے ٹکرائی۔

”ہاں تو بے چارہ کیا کرتا، بھابیوں نے کون سا اچھا سلوک کیا تھا، اس کے ساتھ......“ کسی کا دل جلا تبصرہ بندیا کے دل میں آگ لگا گیا۔

”اُف...... ایک اور بے چارہ......“ وہ دکھ کے گہرے احساس کے ساتھ ایک طرف کو لڑھک گئی۔ دل نہ جانے کیوں بھر آیا تھا۔

”ہائے ہائے دلہن کو کیا ہو گیا۔ چلو بھئی چلو، کمرا خالی کرو، ساری کی ساری تو اس بے چاری کے سر پر سوار ہو......“ ایک جی دار خاتون نے فوراً ہی کمرا خالی کروا کے پنکھا فل کروایا۔ ایک گھنٹا ریسٹ کر کے وہ اٹھی تو دل خاصا بوجھل بوجھل سا تھا، کوئی بھی چیز اچھی نہیں لگ رہی تھی، اس کا دولھا کمرے میں آ چکا تھا۔

”یہ تو کہیں سے بھی ”بے چارہ“ نہیں لگ رہا......“ بندیا نے گھونگٹ کی آڑ سے اسے کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے سوچا۔ دراز قد، قدرے صحت مند جسم کا حامل ساجد خاصے صاف رنگ کا مالک تھا، اس لیے دودھیا سفید رنگ کے بوسکی کے سوٹ میں خوب

لشکارے مار رہا تھا۔

”مجھے تو باہر سب خواتین نے ڈرا ہی دیا......“ وہ پاس بیٹھتے ہوئے بے تکلفی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا تو بندیا نے سر اٹھا کر اپنی کاجل بھری آنکھوں سے اپنے مجازی خدا کا جائزہ لیا، وہ گھنی سیاہ مونچھوں تلے بڑا کھل کر مسکرا رہا تھا۔

”پوچھو گی نہیں، کیوں......؟“ اس نے ہلکا سا اس کا ہاتھ دبا کر شرارت سے کہا تو بندیا کا دل.... بے اختیار دھڑک اٹھا لیکن وہ دانستہ خاموش رہی۔

”سب کہہ رہے تھے، دلہن بے چاری تو بہت نازک مزاج ہے......“

”خبردار، مجھے بے چاری مت کہیے گا......“ اس نازک مزاج دلہن کے منہ سے نکلنے والی پاٹ دار آواز نے ساجد کو ایک لمحے کو ڈرا ہی دیا۔

”اللہ خیر کرے، کیا ہو گیا......؟“ وہ جلد ہی خود کو سنبھال چکا تھا۔

”زہر لگتا ہے مجھے یہ لفظ، پچھلے بیس سالوں سے یہ لفظ سن سن کر میرے کان پک چکے ہیں۔ اب تو اس لفظ کو سنتے ہی مجھے وحشت ہونے لگتی ہے......“ بندیا ساری شرم بالائے طاق رکھ کر فوراً ہی شروع ہو گئی۔ ساجد اس کی بات پر ہلکا سا چونکا پھر ہنسا اور ہنستا ہی چلا گیا۔

”میں نے کون سا لطیفہ سنا دیا ہے، جو آپ ایسے ہنس رہے ہیں......“ وہ ٹھیک ٹھاک برا منا چکی تھی۔ اپنی چھوٹی سی ناک بیزاری سے اوپر چڑھائے اپنے تیکھے تیکھے نین نقش کے ساتھ وہ پہلی ہی نظر میں ساجد کے دل کو چھو گئی تھی۔

”بیگم صاحبہ، میں اس لیے ہنس رہا ہوں کیونکہ یہی لفظ سن کر تو میں نے آپ سے شادی کا فیصلہ کیا تھا......“ ساجد کی بات پر اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہ بڑی، بڑی آنکھیں کھولے حیرت سے اپنے مجازی خدا کو دیکھ رہی تھی، جو بڑی شان سے اس کے دل کی سرزمین کو فتح کر چکا تھا اور اس وقت آپ، آپ کر کے اسے خوب عزت دے رہا تھا۔

”بھئی رشتہ کرانے والی خاتون نے جب بتایا، لڑکی بے چاری کے والدین وفات پا چکے ہیں اور وہ بے چاری اپنے بھائی اور بھابی کے ساتھ رہتی ہے تو اس ”بے چارے“ نے سوچا، ہم دونوں کے حالات تو خاصے ملتے جلتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو جو ایک بے چارہ اور بے چاری مل جائیں کیونکہ وہ ایک دوسرے کے جذبات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اور ایک خوب صورت زندگی گزار سکتے ہیں، کیا خیال ہے......؟“ ساجد کے منہ سے نکلنے والے اس جملے نے بندیا کے لبوں پر مسکراہٹ کے کئی شگوفے ایک ساتھ کھلا دیے۔

”یقین مانیں اس لفظ بے چاری کی گردان کی وجہ سے ہی آپ یہاں ہیں......“ ساجد کی اس بات نے بندیا کے دل پر پڑی کئی سالوں کی گرد کو ایک لمحے میں اُڑا دیا۔

”اب بتائیں، یہ لفظ، اچھا ہے یا برا......؟“ اس کے شرارت بھرے انداز پر بندیا شرما گئی۔ اسی لمحے کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ دونوں چونک گئے، ساجد نے فوراً جا کر دروازہ کھولا تو سامنے ہی اس کی آپا کا مسکراتا ہوا چہرہ سامنے تھا۔

”کتنے بھلکڑ ہو تم ساجد، دلہن بے چاری کی منہ دکھائی تو اسٹور کی الماری میں ہی بھول گئے......“ آپا کی بات پر ساجد قہقہہ لگا کر ہنسا۔

”دیکھ لیں بندیا، آپا کیا کہہ رہی ہیں۔“ ساجد کی شوخی پر بندیا کے منہ سے نکلنے والی ہنسی بڑی..... بے ساختہ تھی۔ آپا نے خوشگوار حیرت سے یہ منظر دیکھا۔

”ارے آپا، کیوں ساجد بے چارے کو تنگ کر رہی ہیں، انگوٹھی دے کر واپس آئیں......“ ساجد کی چھوٹی بہن بھی ان کے پیچھے پہنچ گئی۔ اس کے منہ سے نکلنے والی اس بات پر ساجد نے شرارت بھری نگاہوں سے اپنی دلہن کو دیکھا اور دونوں ”بے چارہ“ اور ”بے چاری“ ہنستے ہی چلے گئے۔